۶۰واں باب

مُصالَحت اور بقائے باہمی!

سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن

۱۴۰ مصالحت اور بقائے باہمی!

۱۴۰ ہجرتِ حبشہ اور قریش کے دو سرداروں کے ایمان لانے کے اثرات

۱۴۰ مصالحتی تجاویز

۱۴۱ حرم میں نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سردارانِ قریش کی گفتگو

۱۴۴ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پھوپھی زاد بھائی عبداللہ بن اُبی امیہ کی گفتگو

۱۴۵ مُصالحت کی کوششوں کے جواب میں سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن کا نزول

۱۴۷ ۷۲: سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن [۱۰۹ — ۳۰:عَمّ]

۱۴۷ سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن ،زمانہ نزول کے تعین کے اعتبار سے مشکل سورۃ

۱۴۷ سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن، اتمام حجت کا اعلان

۱۴۹ اس سورۃ کی فضیلت

۶۰واں باب

مُصالحت اور بقائے باہمی

ہجرتِ حبشہ اور قریش کے دو سرداروں کے ایمان لانے کے اثرات

ہجرتِ حبشہ اور اُس کے بعد سیّدنا حمزہ اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا ایمان لانا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مہم کا انتہائی اہم موڑ تھا، کفار کی رعونت اور احساسِ برتری کو شدید دھچکا پہنچا تھا، مسلمانوں کے مقابلے میں قریش قطعی برتری کھو بیٹھے تھے۔ مگر کعبہ پر اور مکہ کی معیشت پر اُن ہی کا قبضہ تھا، یوں ابھی کش مکش کا ایک بہت بڑا دور گزرنا باقی ہے اور ہر موقع پر یہ لگے گا کہ آخری ہار جیت کا بس اب فیصلہ ہوا چاہتا ہے۔ مگر فیصلہ تو بس صلح حدیبیہ کے دن ہوا، یا ظاہر بیں آنکھوں نے اُسے فتح مکہ کے بعد ہوازن کے مالِ غنیمت کی تقسیم کے موقع پر دیکھا، یا پھر حجۃ الوداع کے موقع پر میدانِ عرفات میں۔

مُصالحتی تجاویز

ہجرتِ حبشہ اور اُس کے بعد سیّدنا حمزہ اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما کے ایمان لانے سے قریش خائف ضرور ہوئے تھے مگر وہ ابھی اِس بات سے بالکل مایوس نہیں ہوئے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نہ کسی طور مصالحت پر آمادہ کیا جا سکے گا۔ چناں چہ انھوں نے سوچا، اس سے قبل کہ پانی سر سے گزر جائے کسی بھی طور محمدؐ کو مصالحت پر آمادہ کیا جائے۔ وہ اگرچہ آپؐ کو صادق اور امین مانتے تھے اور اُن کے ضمیر نے اُنھیں بتا بھی دیا تھا کہ یہ اللہ کا سچا نبی ہے، مگر اُسے خالقِ کائنات کا نُمائندہ مان کر اپنی قیادت و سیادت ساری کی ساری ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں تھما دینے کے لیے تیار نہ تھے جو کسی طور اُن کے ہم پلّہ نہ تھا۔ اقتدار کے نتیجے میں لوگوں کی گردنیں اپنے آگے جھکا کر حاصل ہونے والے معاشرتی عزت و مرتبے اور مال و دولت سے ملنے والی تسکینِ نفس کی قربانی اُن کے بس کی بات نہ تھی، شیطان نے اُن کے نفس کو آپؐ پر ایمان نہ لانے کے بہانے سُجھائے تھے جن کے غلبے میں ضمیر کی آواز دب کر رہ گئی تھی، جس طرح وہ خود دینار و درہم کے بندے اور ہوس کے مارے تھے اُسی طرح دوسروں کو بھی سمجھتے تھے۔ چناں چہ انھوں نے سوچا کہ رسول اللہ کے سامنے مُصالحت کے لیے کوئی پیش کش کی جائے۔ اس بارے میں کئی روایات آئی ہیں جن کا ذکر یہاں مناسب ہے۔

حرم میں نبی ﷺ سے سردارانِ قریش کی گفتگو

ایک روز شام کو غروبِ آفتاب کے بعد قریش کے مختلف قبیلوں کے سردار[117] خانہ کعبہ میں جمع ہوئے اور آپس میں طے کیا کہ محمدؐ کو بلوایا جائے اور بات چیت سے اُسے آمادہ کیا جائے تاکہ بعد میں ہم لوگوں کو کوئی سخت اقدام اُٹھانے کے بارے میں مجبور و معذور سمجھا جائے۔ چناں چہ اُنھوں نے آپؐ کو پیغام بھیجا کہ قوم کے تمام بزرگ آپؐ سے مذاکرات کے لیے جمع ہوئے ہیں، لہٰذا آپؐ تشریف لے آئیں۔

آپؐ فوراً تشریف لے آئے، نبی کریم ﷺ تو ہر دم قوم کو راہِ راست پر لانے کی شدید تڑپ رکھتے تھے اور اس غم میں اپنی جان گھلا رہے تھے کہ کہیں آپ کی قوم اپنی گم راہی کی وجہ سے دوزخ کا ایندھن نہ بن جائے۔ اس بلاوے پر آپ نے یہ گمان کیا کہ شاید آپؐ جس بات کی عرصے سے انھیں نصیحت کر رہے تھے وہ کچھ کام کر گئی ہے۔ جب آپ ﷺ اُن کے درمیان نشست فرما ہو گئے، تو وہ کہنے لگے "اے محمدؐ ہم نے تمھیں اس لیے یاد کیا ہے کہ تم سے [تمھاری دعوت پر] بات چیت کریں، واللہ! ہم نے عرب میں کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس نے اپنی قوم کو ایسی مشکل میں ڈالا ہو جیسی مشکل سے تم نے اپنی قوم کو دوچار کیا ہے۔ تم نے ہمارے آباو اجداد کو برا بھلا کہا۔ ہمارے طریقوں میں [دین میں] عیب نکالے۔ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں، ہمارے عقل مندوں کو احمق اور بے وقوف قرار دیا یوں تم نے ہماری اجتماعیت میں پھوٹ ڈال دی ہے۔ غرض تم نے ہمارے اور اپنے تعلقات کی خرابی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ تم اگر یہ سب کچھ اس لیے کر رہے ہو کہ تم اس طرح کچھ مال و دولت کما لو تو ہم سب اپنے مال میں سے اتنا کچھ جمع کر دیتے ہیں کہ تم ہم میں سب سے زیادہ مال دار ہو جاؤ۔ اگر اس کے ذریعے تم ہم میں شرف و مقام چاہتے ہو تو ہم تمھیں اپنا سردار مان لیتے ہیں اور اگر اس طریقے سے تمھارا مقصد حکومت حاصل کرنا ہے تو ہم تمھیں اپنا بادشاہ تسلیم کرنے کو تیار ہیں اور اور بعض اوقات ایسا ہوا بھی کرتا ہے کہ کسی پر کوئی جن آجائے جو عقل و ذہن پر چھا جائے، یہ جو تمھارے پاس کوئی جن آتا ہے جسے تم دیکھتے ہو تو ہم اپنے خرچ پر تمھارے لیے جھاڑ پھونک کی تدبیر کر کے تمھیں اس سے نجات دلائیں گے۔ یہاں تک کہ ہم تمھارے بارے میں مجبور ہو

---

117 عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ ابوسفیان بن حرب، نضر بن الحارث، ابوالبختری بن ہشام، اسود بن عبدالمطّلب بن اسد، زمعہ بن الاسود، ولید بن المغیرہ، عمرو بن ہشام [ابوجہل]، عبداللہ بن ابی امیہ، عاص بن وائل، نبیہ اور منبہ اور امیہ بن خلف۔

جائیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کے جواب میں جو کچھ ارشاد فرمایا اُس کا خلاصہ یہ ہے:

جو کچھ تم نے پیش کیا، یہ سب کچھ مجھے نہیں چاہیے۔ میں جو چیز تمھارے لیے لایا ہوں وہ اس لیے نہیں ہے کہ اس کے بدلے میں تم سے کوئی اجر طلب کروں، نہ میں تم سے کوئی بڑا مرتبہ چاہتا ہوں۔ اور نہ ہی تم پر اقتدار کی کوئی خواہش رکھتا ہوں۔ اللہ نے مجھے تمھاری طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور اُس نے مجھ پر ایک کتاب اتاری ہے۔ اُس نے مجھے تمھارے لیے [دنیا اور آخرت میں کام یابی کی] خوش خبری دینے والا اور [دنیا اور آخرت میں] برے انجام سے آگاہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور جو چیز میں دے کر بھیجا گیا ہوں وہ میں نے تمھیں پہنچا دی ہے، لہٰذا اگر وہ باتیں تم مان لو جو میں تمھارے سامنے پیش کی ہیں، تو یہ دنیا اور آخرت میں تمھاری خوش نصیبی ہے، اور اگر تم نے اسے ٹھکرا دیا، تو میں اللہ کا حکم آنے تک انتظار کروں گا، یہاں تک کہ وہ میرے اور تمھارے درمیان حتمی فیصلہ کر دے۔

قریش کے سرداروں کے لیے آپ ﷺ کا یہ جواب کچھ غیر متوقع نہیں رہا ہوگا، وہ پہلے ہی سے کچھ منصوبہ بنا کر اپنی تجاویز لے کے آئے تھے، انھوں نے منصوبے کے مطابق دوسرا مطالبہ پیش کرتے ہوئے کہا:

اے محمدؐ! اگر ہماری پیش کش میں سے تمھیں کچھ بھی قبول نہیں تو [اپنی دعوت کو ہمارے لیے یقینی بنانے کے لیے کچھ ہمارے مطالبات پورے کر دکھاؤ، تا کہ ہم تمھیں سچّا نبی مان لیں] یہ بات تو تم خوب جانتے ہی ہو کہ [عرب کے مختلف قبائل اور معاشروں میں] ہمارا علاقہ سب سے چھوٹا اور تنگ ہے۔ ساتھ ہی پانی کی بھی بہت کمی ہے، جو ہمیں پریشان رکھتی ہے اور ہم مشکل سے زندگی بسر کر پاتے ہیں، تم اپنے رب سے جس نے تمھیں رسول بنا کر بھیجا ہے، خواہ چند احکامات ہی کے ساتھ بھیجا ہے یہ دعا کرو کہ:

- وہ یہ پہاڑ یہاں سے ہٹا دے جو ہمارے لیے گھٹن اور مصیبت کا سبب بنے ہوئے ہیں۔
- شام اور عراق کی مانند یہاں دریا بہادے۔
- ہمارے آبا جو اس جہان سے جا چکے ہیں، اُن کو ہماری خاطر زندہ کر دے اور ان میں قصی بن کلاب لازمی ہوں، کیوں کہ وہ بہت زیرک اور سچے آدمی تھے۔ ہم ان سے تمھارے بارے میں پوچھ لیں گے کہ یہ سب کچھ صحیح ہے یا غلط؟

اگر ہماری یہ ساری باتیں پوری ہو سکیں اور ان بزرگوں نے بھی تمھاری تصدیق کر دی تو ہم تمھیں سچا رسول جان لیں گے اور [اِن دعاؤں کی قبولیت کے ذریعے] اللہ کے نزدیک جو تمھاری قدر و منزلت ہے وہ بھی ہم پر کھل جائے گی اور ہم تمھارا یہ دعویٰ تسلیم کر لیں گے کہ تمھیں واقعی اللہ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔

نبی ﷺ نے [ایک نبی کے شایانِ شان سکون کے ساتھ اِن سفیہانہ باتوں کا] جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: میرے رب نے مجھے تمھاری طرف ایسی چیزوں کے ساتھ نہیں بھیجا۔ میں تو تمھارے پاس صرف وہ چیز [قرآن، جو خود ایک معجزہ بھی ہے] لے کر آیا ہوں جو اُس نے دے کر بھیجا ہے اور وہ میں نے تمھیں پہنچا دی۔ اب اگر تم اسے تسلیم کرلو تو یہ دنیا اور آخرت میں تمھارے لیے خوش نصیبی ہوگی اور اگر تم اسے نہ مانو تو اللہ کا فیصلہ آنے تک میں صبر کروں گا، یہاں تک کہ وہ میرے اور تمھارے درمیان معاملہ طے کردے۔

قریش کے سرداروں کے لیے آپ ﷺ کا یہ جواب بھی کچھ غیر متوقع نہیں رہا ہوگا۔ انھوں نے اپنی اسکیم کے مطابق تیسرا مطالبہ پیش کرتے ہوئے کہا: اگر تم ہمارے فائدے کے لیے یہ کوئی بھی کام نہیں کرسکتے تو پھر اپنی ہی ذات کے لیے اپنے رب سے کچھ طلب کرو، اس سے مطالبہ کرو کہ:

- وہ تمھاری تصدیق کے لیے تمھارے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کرے جو تمھارے ساتھ رہے اور جو کچھ تم کہتے ہو اُس کی تصدیق کرے، اور تمھاری باتوں کو دہرائے۔
- تمھارے لیے باغات، محلات اور سونے چاندی کے خزانے مہیا کردے تاکہ تم ان ضروریات اور پریشانیوں سے نجات پا جاؤ جن کا ہم تمھیں محتاج پاتے ہیں۔ کیوں کہ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ تم بھی [اللہ کا نبی ہونے کے باوجود] بازار میں اسی طرح کھڑے رہتے ہو جس طرح ہم رہتے ہیں۔ فکرِ معاش تمھیں بھی اُسی طرح ستاتی ہے جس طرح ہمیں ستاتی ہے۔ [باغات، محلات اور خزانوں کی تم پر بارش سے] ہمیں معلوم ہوگا کہ تمھارے رب کے نزدیک تمھاری کیسی قدر و منزلت ہے۔

اِن فضول باتوں کے جواب میں بغیر پریشان اور زچ ہوئے، اُسی پیغمبرانہ سکون و اطمینان سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اپنے رب سے ہرگز ایسے مطالبات نہیں کروں گا اور نہ ہی میں ایسا آدمی ہوں کہ جو اپنے رب سے اس قسم کی دعائیں مانگے اور نہ ہی مجھے ان چیزوں کے ساتھ تمھاری طرف بھیجا گیا ہے بلکہ اُس نے مجھے تمھارے لیے [دنیا اور آخرت میں کام یابی کی] خوش خبری دینے والا اور [دنیا اور آخرت میں] برے انجام سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور جو چیز میں دے کر بھیجا گیا ہوں وہ میں نے تمھیں پہنچا دی ہے، پس تم اگر وہ باتیں مان لو جو میں تمھارے سامنے رکھ رہا ہوں تو یہ دنیا اور آخرت میں تمھاری خوش نصیبی ہے، اور اگر تم نے اسے ٹھکرا دیا تو میں اللہ کا حکم آنے تک انتظار کروں گا، یہاں تک کہ وہ میرے اور تمھارے درمیان فیصلہ کردے۔

سردارانِ قریش نے اپنے سوچے ہوئے پروگرام کے مطابق ماضی میں گزری ہوئی معتوب و مغضوب

قوموں کی طرح اپنے نبی سے کہا کہ نہ تم ہمارے لیے کچھ کر سکتے ہو اور نہ ہی اپنے لیے تو پھر اللہ سے فریاد کرو کہ ہماری جانب سے تمھاری اِس تکذیب، نافرمانی اور مخالفت کے سبب اپنے عذاب کے نمونے کے طور پر، اللہ ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا ہی گرا دے؛ جیسا کہ تم ہمیں ڈراتے رہتے ہو کہ تمھارا رب چاہے تو عذاب بھی بھیج سکتا ہے، سنو! اگر تم یہ بھی نہ کر سکو گے تو ہم ہر گز تم پر ایمان نہیں لائیں گے۔

آپ ﷺ نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ: یہ اللہ تعالیٰ پر منحصر ہے اور اگر اس نے ایسا کرنے کا ارادہ کر لیا تو یقین رکھو کہ وہ ایسا کر دے گا۔

گفتگو اپنے اختتام کو پہنچی اور سردارانِ قریش نے کہا: اے محمدؐ! کیا تمھارے رب کو اس بات کا پہلے سے کوئی علم نہ تھا کہ ہم تمھارے ساتھ یہاں نشست کریں گے اور تم سے یہ گفتگو اور مطالبات کریں گے جو ہم نے ابھی کیے اور کر رہے ہیں تا کہ وہ [فرشتہ، جو تمھارے پاس آتا ہے] تمھارے پاس [اس میٹنگ سے] پہلے ہی پہنچ جاتا اور تمھیں سکھا جاتا کہ ہماری باتوں کے جواب میں [لاجواب کرنے والی] کیا باتیں کہنی ہیں۔ ساتھ ہی وہ تمھیں یہ بھی بتا دیتا کہ وہ ہمارے معاملے میں کیا ارادہ رکھتا ہے۔ اب تو ہم تمھاری ہر گز تصدیق نہیں کریں گے۔ ہماری معلومات تو یہ ہیں کہ تمھارے پاس [کوئی فرشتہ نہیں آتا بلکہ] یمامہ کا ایک آدمی ہے جس کا نام رحمان ہے، اور وہ تمھیں سکھاتا پڑھاتا ہے، ہم تو اِس رحمان کی باتوں کو تسلیم کرنے اور ان پر ایمان لانے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ہم نے تو اپنی سوچ [اپنے مطالبات اور تمھاری دعوت کے بارے میں اپنی معلومات] تمھارے سامنے رکھ دی ہیں۔ اب ہم تمھیں چھوڑنے والے نہیں، چاہے تم کتنی ہی کوشش کیوں نہ کر لو۔ یہاں تک کہ تم ہمیں مٹا دو، یا ہم تمھیں مٹا کر رکھ دیں۔ بعض نے یہ بھی کہا کہ ہم تجھ پر اُس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک تو اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے کر نہ آئے۔

نبی ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی عبداللہ بن اُبی امیہ کی گفتگو

جب انھوں نے آپؐ سے اس طرح کی فضول باتیں شروع کر دیں تو رسول اللہ ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے اور آپؐ کے ساتھ آپ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب کا بیٹا عبداللہ بن اُبی امیہ بھی اُٹھ کھڑا ہوا۔ گھروں کی جانب جاتے ہوئے اُس نے آپ کو مزید آزردہ کیا۔

عبداللہ بن اُبی امیہ نے آپؐ سے کہا: اے محمدؐ! آپ کے سامنے تو ہم نے [آپ کے فائدے کی] کئی تجاویز

رکھیں۔ لیکن آپ نے ان میں سے کسی کو پسند نہ کیا۔ پھر انھوں نے اپنے فائدے کے لیے کچھ چیزیں چاہیں تاکہ اُن کے ذریعے اُنھیں [اللہ کے نزدیک] آپ کے مرتبے کا اندازہ ہو جائے اور وہ آپ کے کہنے کے مطابق [آپ کو اللہ کا رسول] جانیں اور آپ کی اطاعت اختیار کرلیں۔ لیکن آپ نے یہ کام نہ کیا، اس کے بعد انھوں نے آپ سے درخواست کی کہ اگر آپ اللہ سے ان کے فائدے کے لیے کچھ طلب نہیں کرتے تو خود اپنے ذاتی فایدے کے لیے ہی کچھ اشیا طلب کرلیں جس سے اُنھیں یقین آسکے کہ اللہ کے ہاں آپ کو فضیلت حاصل ہے اور آپ اُن سے برتر ہیں، لیکن آپ نے یہ بھی نہ کیا۔ پھر انھوں نے یہ مطالبہ کیا کہ جس عذاب سے آپ اُنھیں ڈراتے ہیں اُس کا کچھ حصہ اُن پر فوراً نازل کیا جائے، آپ نے یہ تک نہ کیا ـــــــــ واللہ! میں تو آپ پر ہر گز ایمان نہ لاؤں گا یہاں تک کہ آپ آسمان تک پہنچنے والی لمبی سیڑھی لے آئیں اور میرے سامنے آسمان پر چڑھ جائیں، پھر اپنے ساتھ ایک کتاب لے کر آئیں اور آپ کے ساتھ چار فرشتے بھی ہوں جو کچھ آپ بیان کر رہے ہوں وہ آپ کی تصدیق کر رہے ہوں۔ بلکہ سچ بات تو یہ ہے کہ اب اگر یہ سب کچھ آپ نے میری آنکھوں کے سامنے کر بھی دیا تو پھر بھی میں آپ پر ایمان نہ لاؤں گا۔

پھر وہ اپنے گھر کی طرف چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ آزردگی کے ساتھ اپنے گھر تشریف لے آئے، آپ تو اس امید کے ساتھ گئے تھے کہ شاید قوم میری بات کو تسلیم کر لے گی، لیکن قوم تو آپ سے مزید دور ہو گئی۔

[قریش کے سرداروں کے ساتھ یہ نشست، اس میں اُن کی جانب سے تجویز پھر تین مطالبات، اُس کے بعد اُن کی بے ہودہ بکواس اور پھر عبداللہ بن اُبی امیہ کی گفتگو بعض علمانے سعید بن جبیر اور ابنِ عباس کے غلام عکرمہ سے اور اُنھوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے، الرحیق المختوم]

مُصالحت کی کوششوں کے جواب میں سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْن کا نزول

ا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سردارانِ قریش نے رسول اللہ ﷺ کو یہ پیش کش کی اگر آپ بس ہماری اتنی بات مان لیں کہ ہمارے معبودوں کو برا کہنا چھوڑ دیں تو ہم آپ کو اتنا مال دینے کو تیار ہیں کہ آپ مکہ کے دولت مند ترین فرد بن جائیں، آپ جس عورت کو پسند کریں اس سے آپ کا نکاح کر دیں اور آپ کی اطاعت اختیار کرلیں اور اگر یہ تجویز آپ کو منظور نہیں، تو آپ کی اور ہماری دونوں کی بھلائی کی ایک دوسری تجویز بھی ہمارے پاس ہے۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا کہ وہ کیا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ وہ یہ ہے کہ ایک سال آپ ہمارے معبودوں، لات اور عزیٰ کی بندگی کریں تو ہم بھی ایک سال آپ کے معبود کی

عبادت کرنے پر تیار ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا اچھا، ٹھہرو، میں دیکھتا ہوں کہ میرے اللہ کی طرف سے اس معاملے میں کیا رہ نمائی ملتی ہے [۱۱۸]۔اس موقع پر یہ سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن اور سُوْرَۃُ الزُّمَر کی آیت ۶۴ نازل ہوئی جس کا ترجمہ ہے: ان سے کہو، اے نادانو! کیا تم مجھ سے یہ کہتے ہو کہ اللہ کے سوا میں کسی اور کی عبادت کروں [ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی]

۲. ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے دوسری روایت یہ بھی ہے کہ سردارانِ قریش نے نبی ﷺ سے کہا: اے محمدؐ! اگر تم ہمارے معبود بتوں کو چوم لو تو ہم تمھارے معبود کی عبادت کریں گے۔اس کے جواب میں سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن نازل ہوئی۔

ابن ہشامؒ نے سیرۃ النبی ﷺ میں تحریر کیا ہے کہ سردارانِ قریش میں سے ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن المطلب اور امیہ بن خلف رسول اللہ ﷺ سے ملے اور آپؐ سے کہا: اے محمدؐ! آؤ ہم تمھارے معبود کی عبادت کرتے ہیں اور تم ہمارے معبودوں کی عبادت کرو اور ہم اپنے سارے معاملات میں تمھیں شریک کر لیتے ہیں۔اگر وہ چیز جو تم لے کر آئے ہو اُس سے بہتر ہوئی جو ہمارے پاس ہے تو ہم تمھارے ساتھ اُس میں شریک ہوں گے اور اپنا حصہ اُس سے پالیں گے۔اور اگر وہ چیز جو ہمارے پاس ہے اُس سے بہتر ہوئی جو تم لائے ہو تو تم ہمارے ساتھ اس میں شریک ہوگے اور اس سے اپنا حصہ پالو گے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۲ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝۳ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝۴ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝۵ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝۶

---

۱۱۸ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسی درجے میں بھی اس تجویز کو قابل قبول کیا معنی، قابل غور بھی سمجھتے تھے، اور آپ نے معاذ اللہ کفار کو یہ جواب اس امید پر دیا تھا کہ شاید اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی منظوری آجائے۔ بلکہ دراصل یہ بات بالکل ایسی ہی تھی جیسے کسی ماتحت افسر کے سامنے کوئی بے جا مطالبہ پیش کیا جائے اور وہ جانتا ہو کہ اس کی حکومت کے لیے یہ مطالبہ قابل قبول نہیں ہے، مگر وہ خود صاف انکار کر دینے کے بجائے مطالبہ کرنے والوں سے کہے کہ میں آپ کی درخواست اوپر بھیجے دیتا ہوں، جو کچھ وہاں سے جواب آئے گا وہ آپ کو بتا دوں گا۔ اس سے فرق یہ واقع ہوتا ہے کہ ماتحت افسر اگر خود ہی انکار کر دے تو لوگوں کا اصرار رہتا ہے لیکن اگر وہ بتائے کہ اوپر سے حکومت کا جواب ہی تمھارے مطالبہ کے خلاف آیا ہے تو لوگ مایوس ہو جاتے ہیں۔ [تفہیم القرآن]

۷۲: سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن [۱۰۹ – ۳۰:عَمَّ]

سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن ، زمانہ نزول کے تعین کے اعتبار سے مشکل سورۃ

دو وجوہات کی بنیاد پر زمانہ نزول کو متعین کرنے کے اعتبار سے سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن اور سُوْرَۃُ اللَّھَب دو مشکل سورتیں ہیں، اولاً یہ کہ مضبوط روایات کی روشنی میں اِن کا زمانہ قطعی طور پر متعین نہیں ہے۔ ابنِ عباسؓ کی مشہور ترین ابنِ صریح والی ترتیب میں یہ دونوں سورتیں بہت ابتدائی یعنی سُوْرَۃُ اللَّھَب تو چھٹے نمبر پر ہے! اور سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن اٹھارویں نمبر پر؛ مضامین کے اعتبار سے ان دونوں سورتوں کے اتنی جلدی نازل ہونے کا کوئی قرینہ ہی نہیں بنتا۔ سُوْرَۃُ اللَّھَب کا نزول تو تب ہی ہونا چاہیے جب ابو لہب کی جانب سے کم ظرفی کے ساتھ دشمنی کی انتہا ہو جائے، کیوں کی اُس دور میں تو دشمنی میں ایک سے ایک آگے تھا۔ اس اعتبار سے ابنِ ہشام کے مطابق یہ جب نازل ہوئی جب کوہِ صفا پر آپ ﷺ کی تقریر کے بعد ابو لھب نے ہنگامہ کیا۔ کچھ دوسرے مورخین کے مطابق جب اس نے آپ ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دلوائی یا جب سن چار نبوی میں دعوتِ عام کے بعد پہلے حج کے موقع پر اس نے ہر کیمپ میں جہاں کہیں نبی ﷺ جاتے آپ کا پیچھا کرتا اور آپ کی دعوت کی تردید کرتا اور واپسی میں آپ ﷺ کی ایڑیوں پر پتھر مارتا۔ مودودیؒ کی رائے کے مطابق جب مقاطعہ شِعْب ابی طالب ہوا اور اس نے کم ظرفی کی انتہا کر دی اور عرب روایات کے مطابق قبیلے کے فرد کی حفاظت سے ہاتھ اُٹھا لیا جو وہاں کسی بھی کم ظرف سے کم ظرف آدمی کے لیے بھی باعثِ عار ہو سکتا تھا، اُس موقع پر یہ نازل ہوئی۔ ہم اس کے زمانہ نزول پر حتمی گفتگو کو اُس وقت تک کے لیے ملتوی کرتے ہیں جب ہم اس سورۃ کو بیان کریں گے۔

سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن ، اتمامِ حجت کا اعلان

اس وقت سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن ہمارے پیشِ نظر ہے، اس سورۃ کا ایک ایک فقرہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہ اتمامِ حجت کا اعلان ہے اور اس کا موقع ایک طویل مدت تک دعوت اور مخالفین و مکذّبین کی جانب سے انتہائی ہٹ دھرمی اور اُن کی طرف سے کچھ مل جل کر بقائے باہمی کی دعوت کے بغیر نہیں ہو سکتا، اس لیے بعض اہلِ علم اس کے نزول کو مزید موٴخر اور مکے کی زندگی کے آخری ایام کی سورۃ محسوس کرتے ہیں، صاحبِ تدبر قرآنؒ اس کو اعلانِ ہجرت و جہاد کی سورۃ سمجھتے ہیں گویا مکی دور کی بالکل آخری چند سورتوں میں سے۔ صاحبِ تفہیم القرآنؒ اس کے زمانہ نزول کو مکی کہنے پر اکتفا کرتے ہیں مگر تاریخی پسِ منظر میں جو منظر نامہ سامنے لاتے ہیں وہ یہی ہے کہ

دعوت اپنی ایک انتہا کو پہنچ چکی ہے، کفار بھی زچ ہو کر مصالحت اور بقائے باہمی کی تجویز لے کر آئے ہیں، یہ زمانہ سن چھ نبوی سے پہلے کا ہر گز نہیں ہو سکتا اور ہجرتِ حبشہ ہو جانے کے پیشِ نظر اس سورۃ کے نزول کو اور زیادہ مؤخر جاننا بھی محلِ نظر ہے۔ اس باب کے ابتدائی حصّے میں جو قریش کی جانب سے مصالحت کے مطالبات کی تفصیلات ہم نے نقل کی ہیں اُن کو ذہن میں رکھیے اور سورۃ کا مطالعہ کیجیے۔ غور فرمائیے کہ بظاہر ایک جیسے فقرے اپنے اندر کتنے مختلف معانی کے سمندر پوشیدہ رکھتے ہیں۔ مفہوم سے قبل سورۃ کا متن اور ترجمہ [مودودیؒ] درج کیا جا رہا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط قُلۡ یٰۤاَیُّہَا الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۱﴾ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۲﴾ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ﴿۳﴾ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ﴿۴﴾ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ﴿۵﴾ لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ ﴿۶﴾

کہہ دو کہ اے کافرو! میں اُن کی عبادت نہیں کرتا جن کی عبادت تم کرتے ہو، اور نہ تم اُس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔ اور نہ میں اُن کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی عبادت تم نے کی ہے، اور نہ تم اُس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔ تمھارے لیے تمھارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔ [ترجمہ / تفہیم]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اللہ کے نام سے جو رحمان ورحیم ہے۔

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۱﴾ اے محمدؐ! جنھوں نے تمھاری تکذیب کی اور بات کو تسلیم نہ کرنے کی انتہا کر دی، ایسے اپنے اِن مشرک مخاطبین سے، اللہ کے طاغی باغی لوگوں سے جو تم سے مل جل کر رہنے کی التجا کرتے اور ایک دوسرے کے دین کی برائی سے باز آنے اور بقائے باہمی کی بات کرتے ہیں، ببانگ دہل کہہ دو کہ **اے کافرو!** طویل عرصے میری تکذیب کرنے والو اور میری بات کو مان کر نہ دینے والو، میرا تمھارا سوائے ایک دوسرے کے مخالف فریق ہونے کا، اب رشتہ کیا؟

لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۲﴾ میں اُن کی عبادت ہر گز **نہیں کروں گا** جن کی عبادت تم کرتے ہو، تمھارا یہ وہم کہ کبھی تمھارے ساتھ مل کر تمھارے دین کو برداشت کر سکوں گا، ممکن ہی نہیں۔

وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ﴿۳﴾ اور نہ تم اُس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔ تمھاری یہ یقین دہانی کہ تم بھی میرے معبود کے کبھی یا تھوڑے سے عبادت کرنے والے بن جاؤ گے تو سنو، ہر گز نہیں بن سکتے کیوں کہ میرے معبود کو پوجنے کی شرطِ اول یہ ہے کہ اُس کی عبادت سے قبل اُس کے علاوہ سارے معبودوں کا انکار کیا جائے یہ تو تم سے ممکن ہی نہیں۔

وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ﴿۴﴾ اور نہ میں اُن کی عبادت کرنے والا **کبھی بھی** زندگی میں کسی بھی موقع پر ہوا ہوں جن کی عبادت تم نے کی ہے، تم کیوں کر اس وہم میں ہو کہ کچھ مل جل کر بقائے باہمی کی سوچیں۔

وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ﴿۵﴾ اور تمھارا یہ گمان بھی غلط ہے کہ تم اِن بتوں کے پردے میں، اِن بتوں کے توسط سے ابراہیمؑ کے رب کی ہی پوجا کرتے ہو جو بھی ابراہیم علیہ السلام کے رب کی پوجا کرے، وہ پہلے ان بتوں کو توڑدے، کہ ابراہیم علیہ السلام تو بت شکن تھا، پس ، نہ تم اُس کی عبادت کرنے والے ہو جس ابراہیمؑ کے رب کی عبادت میں **کرتا چلا آرہا ہوں۔**

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ﴿۶﴾ تمھیں تمھارا دین مبارک ہو جس سے میں بے زار ہوں اور جس کو مٹانا میری زندگی کا مشن ہے، میرے لیے تو میرا ہی دین ہے جس پر میں جینا مرنا چاہتا ہوں !

سورۃ کا مطالعہ یہ بات واضح کر دیتا ہے کہ یہ سورۃ مذہبی رواداری اور سیکولرازم کی تلقین کے لیے نازل نہیں ہوئی تھی، اس کے بر خلاف یہ سورۃ یہ بتانے آئی ہے کہ جاہلیت [دینِ کفر] اور دینِ اسلام کی راہیں بالکل جدا جدا ہیں، اُن کے باہم مل جانے کا سرے سے کوئی امکان ہی نہیں۔

اس سورۃ کی فضیلت

یہ سورۃ بڑی فضیلت کی حامل ہے کہ اس کا بار بار مطالعہ اور تلاوت، دین کی حقیقت اور اُس کی اقامت کو یاد دلانے والی ہے۔ متعدد محدثین جیسے امام احمد، ترمذی، نسائی ابن ماجہ وغیر ہم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت

کیا ہے کہ اُنھوں نے بار ہا رسول اللہ ﷺ کو فجر کی نماز سے پہلے اور مغرب کی نماز کے بعد کی دو رکعتوں میں **قل یاایّھا الکٰفرون** اور **قل ھو اللہ احد** پڑھتے دیکھا ہے۔

نبی ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ سوتے وقت **قل یاایّھا الکٰفرون** پڑھ لیا کرو کیوں کہ یہ شرک سے برأت ہے [بروایت انس رضی اللہ عنہ ، بیہقی فی الشعب]۔اسی طرح مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی کی ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ سوتے وقت پڑھنے کے لیے کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا **قل یایھا الکٰفرون** آخر تک پڑھ کر سو جایا کرو، کیوں کہ یہ شرک سے اعلانِ برأت ہے۔

☆☆☆☆☆